اصول عقائد

تالیف: حضرت آیت اللہ مکارم شیرازی

ترجمہ و تدوین: معارف اسلام پبلشرز

اصول عقائد

تالیف:

حضرت آیت اللہ مکارم شیرازی

ترجمہ و تدوین:

معارف اسلام پبلشرز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکارم شیرازی، ناصر، ۱۳۰۵-
اصول عقائد/ تالیف مکارم شیرازی؛ ترجمه و تدوین معارف اسلام
پبلشرز.-قم: نور مطاف، ۱۴۲۲ق=۱۳۸۰
۳۸۴ص
ISBN964-93104-6-0
۱۰۰ روپے
فهرست نویسی بر اساس اطلاعات فیپا
کتابنامه بصورت زیر نویس.
عنوان اصلی: پنجاه درس اصول عقاید.
۱. شیعه ـ عقاید ۲.شیعه اصول دین. الف. عنوان. ب. عنوان: معارف اسلام پبلشرز. ج. عنوان: پنجاه درس اصول عقاید. اردو.
۹۰۳۶ پ ۷ م/۵/۲۱۱BP ۲۹۷/۴۱۷۲
۱۳۸۰

مؤلف: آیۃ اللہ مکارم شیرازی
مترجم: معارف اسلام پبلشرز
ناشر: نور مطاف
تاریخ اشاعت: ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ۔ق
تعداد: ۲۰۰۰
اشاعت: اول

جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ہیں۔

دسواں سبق

حضرت پیغمبر اسلامؐ کا آخری نبی ہونا

خاتمیت کا دقیق مفہوم:

پیغمبر اسلامؐ خدا کے آخری پیغمبر ہیں اور نبوت کا سلسلہ آپؐ پر ختم ہو گیا ہے، یہ بات ''ضروریات دین مبین اسلام'' میں سے ہے۔

''ضروری یا ضروریات'' کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی مسلمانوں کی صف میں داخل ہوتا ہے، بہت جلد جان لیتا ہے کہ تمام مسلمان اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ چیز مسلمانوں کے نزدیک واضح اور تسلیم شدہ ہے، یعنی جو شخص بھی کسی مسلمان سے کوئی تعلق قائم کرے اسے اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ جس طرح مسلمان خدا کی ''توحید'' کے قائل ہیں اسی طرح پیغمبر اسلام کے ''آخری نبی'' ہونے پر بھی سب کا اتفاق ہے اور کوئی بھی مسلمان کسی اور نبی کے انتظار میں نہیں ہے۔

درحقیقت بعثت انبیاء سے قافلہ بشریت نے تکامل کے مختلف مراحل یکے بعد دیگرے طے کیے ہیں اور بالآخر انسان رشد و تکامل کی اس منزل تک پہنچ گیا کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے یعنی ''اسلام کی مکمل اور جامع تعلیمات کی روشنی میں اپنے مسائل اور مشکلات کو

حل کر سکتا ہے''۔

بالفاظ دیگر: اسلام آخری اور جامع ترین قانون کا نام ہے کہ جسکے ذریعے بشر اپنے مسائل حل کر سکتا ہے اعتقادات کے حوالے سے دینی بصیرت کا مسئلہ ہو یا عمل کے اعتبار سے نظم و ضبط، اسلام انسان کی تمام ضروریات کو ہر زمانے میں اور ہر جگہ پر حل کرتا ہے۔

پیغمبر اسلام کے خاتم الانبیاء ہونے کی دلیل

اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے ہمارے پاس متعدد دلائل ہیں جن میں سے زیادہ روشن درج ذیل تین دلیلیں ہیں:

۱) اس مسئلہ کا ''ضروری'' ہونا کہ جیسا ہم کہہ چکے ہیں کہ کوئی بھی شخص دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود کسی مسلمان سے رابطہ کرے تو وہ اسے ''پیغمبر اسلام کی خاتمیت'' کا معتقد پائے گا، لھذا اگر کوئی شخص ''اسلام'' کو ''دلیل اور منطق'' کے ذریعے بطور مذہب اختیار کرے تو اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ ''خاتمیت'' کے عقیدہ کو بھی اختیار کرے، کیونکہ ہم گذشتہ اسباق میں اسلام کی حقانیت اور اسکے قوانین کو متعدد دلیلوں سے ثابت کر چکے ہیں اور چونکہ ''خاتمیت کا عقیدہ'' بھی ضروریات دین میں سے ہے لھذا اسکو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔

۲) آیات قرآن بھی آپؐ کے آخری نبی ہونے پر گواہ ہیں جیسے مثلاً:

''ما كان محمد أبا احد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين۔'' (احزاب آیت ۴۰)

محمدؐ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم

النبیین ہیں الخ

یہ تعبیر قرآن مجید نے اس وقت پیش کی جب عربوں میں "لے پالک بچوں" کا رواج عام تھا۔ وہ کسی کے بچے کو لیکر اپنا فرزند قرار دے دیتے تھے اور حقیقی اولاد کی طرح اپنے خاندان میں شامل کر لیتے تھے وہ "محرم" ہوتا اور "میراث" کا بھی حقدار قرار دیا جاتا تھا۔

لیکن اسلام نے آکر اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کیا اور کہا: "لے پالک بچے حقیقی بچوں کی طرح شرعی وحقوقی قوانین میں شریک نہیں ہو سکتے" ان میں سے ایک "حضرت زید" بھی تھے جنکی پرورش آپؐ نے فرمائی تھی لیکن وہ آپؐ کے حقیقی فرزند شمار نہیں ہو سکتے تھے۔ لہذا قرآن مجید نے کہا: بجائے اسکے کہ تم پیغمبر اسلام کو ان لوگوں میں سے کسی کا باپ کہہ کر پکارو انؐ کے دو حقیقی اوصاف "رسالت" اور "خاتمیت" (یعنی رسول اللہ یا خاتم النبیین) سے پکارا کرو۔

ان تعبیرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا آخری نبی ہونا آپ کی رسالت کی طرح واضح طور پر روشن اور ثابت تھا۔

اب یہ سوال باقی ہے کہ "خاتم" کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟

"خاتم" کی اصل "ختم" ہے جسکا معنی "ختم کرنیوالا اور وہ چیز کہ جسکے ذریعے کسی کام کو ختم کیا جائے" ہے مثلاً خط کے آخر میں لگائی جانے والی مہر کو بھی "خاتم" کہتے ہیں۔ اور انگوٹھی کے نگینے کو "خاتم" کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس زمانہ (جاہلیت) میں "نام والی مہر" کی بجائے نگینے سے ہی کام لیا جاتا تھا ہر ایک کی انگوٹھی کے نگینہ پر مختلف اور مخصوص نقش و نگار یا نام کندہ ہوتا تھا اور وہ اسے اپنے خط یا مکتوب کے آخر میں لگا دیتا تھا۔

اسلامی روایات میں ہے کہ جب آپؐ نے اس زمانے کے مختلف بادشاہوں،

سرداروں اور رئیسوں کے نام اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کیلئے خطوط لکھنے کا فیصلہ فرمایا تو آپکی خدمت میں عرض کیا گیا کہ: "غیر عرب بادشاہ مہر کے بغیر کسی بھی خط کو قبول نہیں کرتے" جبکہ اس وقت تک پیغمبر اسلامؐ کے تمام خطوط مکمل طور پر سادہ اور بغیر مہر کے ہوتے تھے لہذا آپؐ کے حکم سے ایک انگوٹھی تیار کی گئی اور اسکے نگینے پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا جملہ نقش کیا گیا اور پھر آپؐ کے تمام خطوط پر یہی مہر لگائی جاتی تھی۔

لہذا "خاتم" کا اصلی معنی "ختم کرنے والا" اور "آخر تک پہنچانے والا" ہے۔

۳) بہت سی روایات واضح طور آپ (ص) کے "آخری نبی" ہونے کو ثابت کرتی ہیں ان میں سے کچھ روایات ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

الف: تفسیر مجمع البیان میں ایک معتبر حدیث حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے اور آپ نے یہ حدیث حضرت پیغمبر اکرمؐ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"انبیاء کے درمیان میری مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی شخص نے ایک خوبصورت محل تعمیر کیا ہو مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو جسکے نتیجہ میں جو شخص بھی اس محل کو دیکھتا ہے تو یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ کیا خوبصورت محل ہے لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے، میں وہی آخری اینٹ ہوں اور تمام انبیاء کی نبوت کا سلسلہ میرے اوپر ختم ہو گیا ہے۔"

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:

"حلال محمد حلال ابداً الی یوم القیامة و حرامه حرام ابداً الی یوم القیامة"

حلال محمد قیامت تک حلال اور حرام محمد قیامت تک حرام ہے۔

(اصول کافی ج/۱ص ۵۸)

اہل تشیع اور تسنن کے ہاں پیغمبر اکرم کی مشہور و معروف حدیث میں آپ حضرت علی کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی" آپ کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد سلسلہ نبوت ختم ہوگیا ہے۔

اسکے مشابہ بھی دسیوں احادیث اس بات کو ثابت کرتی ہیں۔

نبی اکرمؐ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں کچھ سوالات ایسے ہیں کہ جنکی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

۱) بعض افراد کہتے ہیں اگر (لوگوں کی ہدایت کیلئے) انبیاء کا بھیجا جانا خدا کی طرف سے ایک بہت بڑا فیض و کرم ہے تو موجودہ زمانے کے لوگ اس بہت بڑے فائدے سے محروم کیوں ہیں؟ اس زمانے کے لوگوں کی رہبری اور ہدایت کیلئے کسی نئے رہنما کو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟

اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ اس حقیقت سے غافل ہیں کہ ہمارے زمانے میں کسی نبی کے نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس زمانے کے لوگ وہ لیاقت اور خوبی نہیں رکھتے کہ جسکی وجہ سے انکے لیے نبی بھیجا جائے، بلکہ اس زمانے میں فکری و علمی طور پر کاروان انسانیت اس مقام تک پہنچ چکا ہے کہ اگر انکے پاس پیغمبر اسلام کی صحیح تعلیمات ہوں اور وہ ان پر عمل بھی کرے تو وہ صراط مستقیم پر قائم و دائم رہ سکتا ہے۔

ہم زیادہ وضاحت کیلئے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

اولوالعزم انبیاء (یعنی وہ نبی جو صاحب کتاب اور نئی شریعت کیساتھ مبعوث ہوئے) پانچ ہیں (حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت پیغمبر اسلام علیہم التحیۃ والسلام) ان میں سے ہر ایک نے ایک خاص زمانے میں لوگوں کی ہدایت اور انکے رشد و کمال کیلئے تکالیف برداشت کیں جسکے نتیجہ میں قافلہ بشریت ایک مرحلے سے گزر کر دوسرے مرحلے میں داخل ہوتا رہا اور دوسرے اولوالعزم پیغمبر نے اس قافلے کو تیسرے کے حوالے اور پھر آخر میں یہ قافلہ اپنی آخری منزل تک پہنچ کر اس قابل ہوگیا کہ اپنے راستے پر قائم و دائم رہ سکے، یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک طالب علم اپنی تعلیم کو مکمل کرنے کیلئے مختلف تعلیمی مراحل طے کرتا ہے تا کہ تعلیم سے فارغ ہو سکے (البتہ فارغ التحصیل ہونا کوئی قابلیت کا معیار نہیں ہے بلکہ ایک کامیاب اور مستقل زندگی اصل معیار ہے) پہلے پرائمری پھر مڈل، ہائی، ایف اے، ایم اے اور آخر میں پی، ایچ، ڈی "Doctor of philosophy" یا M.B.B.S۔

اگر ایک ڈاکٹر اسکول یا یونیورسٹی میں نہیں جاتا تو اسکا یہ مطلب نہیں ہے وہ یہ صلاحیت ہی نہیں رکھتا، بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکے پاس اتنی علمی معلومات ہیں کہ اپنی علمی مشکلات کو حل کرسکتا ہے یا مزید مطالعہ کرکے ترقی کی منازل عبور کرسکتا ہے۔

۲) "دوسرا اعتراض" چونکہ معاشرہ ہمیشہ تغیر و تبدل کا شکار ہے لہذا اسلام کے مستقل اور یکساں قوانین معاشرے کے جدید مسائل اور ضروریات کا حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

جواب: اسلامی قوانین دو قسم کے ہیں پہلی قسم ان قوانین پر مشتمل ہے جو انسانی خصوصیات کی طرح ثابت اور برقرار ہیں جیسے "توحید کا عقیدہ"، "اجتماعی عدالت

کے قوانین کا اجرا" ہر قسم کے ظلم وستم اور ناانصافی کے خلاف آواز حق کو بلند کرنا وغیرہ۔

دوسری قسم ان جامع قوانین اور اصولوں پر مبنی ہے جو مختلف موضوعات کے تغیر وتبدل کیساتھ نئی صورت کو قبول کرتے ہیں اور جدید زمانے کی مشکلات اور مسائل کا حل پیش کرتے ہیں مثلاً ہمارے پاس ایک "اسلامی قاعدہ" بعنوان " اوفوا بالعقود" (اپنے عہد وپیمان کا احترام کرتے ہوئے انہیں پورا کرو) موجود ہے۔

ہمیں زمانے کے گزرنے کیساتھ ساتھ مختلف "تجارتی، سیاسی اور اجتماعی" معاہدے قرار دادیں (Resolution) پیش آتی ہیں ہم مندرجہ بالا" قانون کلی" کو مد نظر رکھتے ہوئے ان جدید مسائل کا جواب دے سکتے ہیں۔

اسی طرح دوسرا قاعدہ بنام" قاعدہ لاضرر ولاضرار" ہر اس قانون اور حکم کے مقابلہ میں ہمارا مددگار ہے جو قانون" کسی فرد یا معاشرہ" کیلئے باعث ضرر ونقصان ہو۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اسلام کے کلی قوانین کس قدر ہمارے مسائل اور مشکلات کو حل کرتے ہیں، اور اس قسم کے قوانین" اسلام" میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اور انہیں قوانین کی مدد سے ہم نے عظیم اسلامی انقلاب کے بعد اپنی پیچیدہ قسم کی مشکلات پر قابو پایا ہے اور انہیں حل کر رہے ہیں۔

۳) تیسرا اعتراض: بلاشک وتردید ہم اسلامی مسائل کے سلسلہ میں" رہبر وقائد" کے محتاج ہیں جبکہ سلسلہ نبوت کے ختم اور انکے جانشین کے پردہ غیبت میں ہونے کیوجہ سے ہم رہبر سے محروم ہوگئے ہیں (جبکہ کسی اور نبی کا انتظار بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ سلسلہ نبوت ختم ہوچکا ہے) کیا یہ بات اسلامی معاشرے کیلئے شدید نقصان دہ نہیں ہے۔

جواب: اس دور میں ایسے فقیہ کو رہبر قرار دیا گیا ہے جو تمام ضروری شرائط کا حامل، علم و

تقوی اور سیاسی، اقتصادی، اجتماعی اور معاشرتی مسائل میں ماہر اور صاحب نظر ہو۔

اس قسم کے رہبر کی پہچان کیلئے بھی" اسلام" نے ہماری راہنمائی کی ہے لھذا یہ مسئلہ بھی پریشان کن نہیں ہے۔

دراصل" ولایت فقیہ" سلسلہ انبیاء واوصیاء کا ہی حصہ ہے" جامع الشرائط فقیہ کی رہبری" اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرے سرپرست وراہنما کے بغیر آزاد نہیں چھوڑے گئے(۱)

۱) مزید وضاحت کیلئے حضرت آیت اللہ فلاں کی کتاب "طرح حکومت اسلامی" کی طرف رجوع کریں۔